ماہنامہ

سبقِ پھر پڑھ

فروری 2022

لاہور

بیاد

بابائے خلافت، چودھری رحمت علی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

ال عمران چوہدری

دارالسّلام

تمام مسلم ممالک کو ملا کر کُرّہ ارض پر معرضِ وجود
میں آنے والی عظیم تر اسلامی مملکتِ واحدہ کا نام

تحریکِ عظمتِ اسلام

لٹریچر دستیاب ہے (بالکل فری)

آپ اپنی تعلیم، پتہ اور دنیا میں دینِ حق کو سر بلند کرنے میں آپ کی تڑپ کے متعلق ایک مختصر جملہ بھیج کر درج ذیل لٹریچر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ خرچہ ڈاک بھی بذمہ ادارہ ہوگا۔

نام	صفحات
1- اسلام پر کیا گزری	16
2- نظامِ خلافت ہی کیوں؟	16
3- ہماری سمت درست نہیں	16
4- خلافت، فیوض و برکات	08
5- ہمارا تعارف اور ہدف	04

نوٹ:

1- ان پمفلٹس کا صرف ایک سیٹ منگوا سکتے ہیں۔
2- پتہ صاف ستھرا اور واضح لکھیں تاکہ ڈاک کا مسئلہ نہ ہو۔
3- خود بغور پڑھیں اور آگے کسی دوسرے کے حوالے کریں۔
4- طلبا و طالبات کو ترجیح دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ: دارالسلام (29 / B - 4) واپڈا ٹاؤن لاہور موبائل: 0300 - 8425428

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر
سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئیں
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بَلِّغْ

مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

مُدیر
چودھری رحمت علی مرحوم بابائے خلافت

نوٹ

1۔ عطیات وواجبات بینک الحبیب لمیٹڈ کی برانچ واپڈا ٹاؤن، لاہور کے اکاؤنٹ نمبر 4-01-101 0040-0081-000 میں جمع کروائیں۔

2۔ ''سبق پھر پڑھ'' کی مطلوبہ کاپیاں خرید کر آپ اپنے ہاں مفت یا قیمتاً تقسیم کر کے اشاعتِ دین کے فرضِ منصبی سے عہدہ براء ہوسکتے ہیں۔

3۔ ادارہ کا مضمون نگار سے کلی طور پر اتفاق ضروری نہیں۔

زرِ تعاون

فی شمارہ :-/30 روپے
سالانہ :-/300 روپے

بیرونِ پاکستان منگوانے کے خواہشمند حضرات علیحدہ رابطہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں وہی کام کرنے کی توفیق عطا فرما جو مسلمانانِ عالم کو دنیا میں بالا کر دیں، جو تیرے دین کو غالب کر دیں

سبق پھر پڑھ

ماہنامہ لاہور۔ پاکستان

جلد:30 شمارہ:02 رجب 1443ھ فروری 2022ء

اس شمارے میں

☆ اداریہ: صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ (٦) ---------- 04
☆ خلافت کا قیام......ایک بھولا ہوا سبق ---------- 09
☆ کون سا پاکستان؟......اسلامک یا سیکولر ---------- 13
☆ دجالی ذرائع ابلاغ اور پاکستانی قوم کے منافقانہ احوال ---------- 20

مقامِ اشاعت

چودھری ال عمران پبلشر نے میٹرو پرنٹرز سے چھپوا کر دارالسلام واپڈا ٹاؤن، لاہور سے شائع کیا

CPL NO. 91

CPL NO. 91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ (٦)

اداریہ / ڈاکٹر نجم الدین

یہ سورۃ الفاتحہ کی چھٹی آیت مبارکہ ہے۔ جو چار الفاظ پر مشتمل ہے۔ جو کہ بڑے جامع اور وسیع معنی رکھتے ہیں۔

ترجمہ! ''راستہ (عبادت کا' اقامتِ دین کا' اللہ کی حاکمیت کا) ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا''۔ (اپنے دین کی اقامت کا' نظامِ خلافت کا)

اس آیت سے پہلے ہم **اھد نا صراط المستقیم** پڑھ کر اللہ رب العزت سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہمیں راہنمائی (ہدایت) فرمائیں اپنے صراطِ مستقیم (عبادت کرنے' اقامتِ دین' قیامِ خلافت) کی۔

اس آیتِ مبارکہ میں دعا مانگنے کے دو پہلو شامل ہیں:

۱۔ کہ اے اللہ رب العزت ہمیں راہنمائی فرماویں اس طرح جس طرح آپ نے اپنے انعام یافتہ لوگوں کی راہنمائی فرمائی' مثلاً انبیاء کرام' محمد ﷺ' خلفائے راشدین' صدیقین' شہداء اور صالحین کی۔

۲۔ اور پھر انعام بھی دینِ حق (اسلام) کا اسی طرح کریں جس طرح آپ نے اوپر دیئے ہوئے انعام یافتہ لوگوں پر انعام کیا۔ تا کہ ہم بھی آپ کی عبادت کا حق ادا کر کے اپنی زندگی کے فریضہ سے سرخ رو ہو سکیں۔ یہی بات دوسری جگہ پر اللہ رب العزت قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں۔

'' وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا''(69)

''جو لوگ اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت (اقامتِ قرآن' اقامتِ دین' قیامِ خلافت) کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ رب العزت نے انعام

فرمایا (اپنے قرآنِ مجید کا' دینِ اسلام کا' نظامِ خلافت کا) یعنی انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفقاء جو کسی کو میسر آئیں۔ (سورۃ النساء:٦٩)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا' پھر فرمایا: کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کا راستہ ہے: (یعنی قرآن' دینِ اسلام) پھر اس کے دائیں' بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ شیطان کے راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ (مسند احمد) پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ جس میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

وَأَنَّ هَـذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوهُ وَلاَ تَتَّبِعُواْ السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ(153)

ترجمہ! اور یہ کہ بے شک یہی میرا سیدھا راستہ (قرآن' اقامتِ دین' عبادتِ الٰہی' قیامِ خلافت) ہے۔ لہٰذا تم اسی پر چلو (یہ کام کرو) اور دوسرے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمہیں اس راستے (اقامتِ قرآن' اقامتِ دین' قیامِ خلافت' حاکمیتِ الٰہی) سے ہٹا دیں گے۔ یہ وصیت (ہدایت) تمہیں اس قرآن میں کی گئی ہے تا کہ تم تقوی اختیار کرو (اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچ جاؤ اور نجات پاؤ)۔ (سورۃ الانعام:١٥٣)

اب ہم قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر اللہ رب العزت کے دیئے گئے احکامات کو دیکھتے ہیں۔ فرمایا اللہ رب العزت نے:

١۔ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُواْ وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ (29)

اے محمد ﷺ! آپ لوگوں کو بتا دیں کہ میرے اللہ رب العزت نے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو خالص اللہ رب العزت کے دین (اسلام) پر مضبوطی سے قائم رکھتے ہوئے تمام مراسمِ عبودیت ادا کرو۔ اور (عبادت' حاکمیتِ الٰہی' قیامِ خلافت کے

لئے)اپنی دعاؤں والتجاؤں میں اللہ رب العزت کو پکارو۔کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اب پیدا کیا ہے(عبادت کے لئے)اسی طرح تم دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے(حساب کے لئے)۔(سورۃ الاعراف:۲۹)

۲۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثاً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ تَبَارَكَ اللّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (54)ادْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (55)وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفاً وَطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ(56)

درحقیقت آپ کے اللہ رب العزت وہ ذاتِ گرامی قدر ہیں جنہوں نے آسمانوں و زمین چھ(۶)دنوں میں تخلیق(پیدا)کیے۔پھر اپنے تختِ سلطنت(عرش)پر متمکن ہوئے۔جو رات کو دن پر ڈھانک دیتے ہیں اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔اور جنہوں نے سورج' چانداور تارے اپنے تابعِ فرمان کیے ہوئے ہیں۔خبردار!تخلیق(مخلوق' پیدائش)بھی اللہ رب العزت کی اور امر(حکم' حکومت)بھی اللہ رب العزت کا ہے(انسانوں پر)۔اللہ رب العزت بہت ہی بابرکت واعلیٰ ذات گرامی ہیں جو تمام جہانوں کے رب العالمین(حاکمِ مطلق)ہیں۔۵۴'اپنے اللہ رب العزت(حاکمِ مطلق)کو ہی پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے(خفیہ)۔یقیناً وہ حد سے(اپنے مقامِ خلافت سے)بڑھے ہوئے لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔۵۵' زمین میں فساد نہ پھیلاؤ(اپنی حکمرانی ونظامِ باطل سے)جبکہ اس کی اصلاح مقصود ہے(دینِ حق' اسلام کے ذریعہ)۔ اللہ رب العزت ہی کو پکارو(دعاؤں و التجاؤں کے ذریعہ)ان کے(سزاؤں)خوف سے اور ان ہی سے امید وطمع(رحمت وفضل کا)رکھتے ہوئے۔ بلاشک وشبہ(یقیناً)اللہ رب العزت کی رحمت(دینِ رحمت)محسنین لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔(یعنی جو لوگ عبادت کا احسن عمل کرنے کی محنت وکوشش کرتے ہیں۔(۵۶:الاعراف)

اہم نقاط

۱۔ اللہ رب العزت نے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے آپ کو خالص دینِ اسلام پر قائم کرلو۔

۳۔خالص دین پر استقامت (عبادت) کے لئے اللہ رب العزت سے دعا والتجاء کرتے رہو۔

۴۔اس بات سے باخبر رہو کہ مخلوق بھی اللہ رب العزت کی ہے۔اور امر (حکم، حکومت) بھی صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۵۔ چونکہ تمام جہانوں کے ''الہٰ'' (حاکم، رب) اللہ رب العزت ہیں۔اس لئے صرف انہیں ہی گڑگڑا کر اور چپکے چپکے (عبادت کے فرض کو پورا کرنے کے لئے) پکارا کرو۔

۶۔اپنی حد سے بڑھ کر (اختیاراتِ خلافت سے) زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ (کیونکہ انسان حاکم نہیں ہے)۔

۷۔کیونکہ اللہ رب العزت کو زمین میں اصلاح مقصود ہے (اور یہ بذریعہ خلافت ہی ہوسکتی ہے انسان کی حاکمیت سے نہیں)۔

۸۔اللہ تعالےٰ کو پکارو (دعا والتجا کرو) سزا کے خوف سے اور اللہ رب العزت سے فضل ورحمت کی امید رکھتے ہوئے۔

۹۔اللہ رب العزت کی رحمت (دینِ رحمت) محسنین لوگوں کو (عبادت کا احسن عمل کرنے والوں کو) نصیب ہوتی ہے۔

۱۰۔نظامِ باطل مسلط ہونے کی صورت میں استغفار کرو اور توبہ کرو (نظامِ باطل چھوڑ کر نظامِ حق قبول کرو) اور اللہ رب العزت سے دعائیں بھی کرو کہ وہ بہت قریب ہیں۔

۱۱۔کیونکہ اللہ رب العزت ہی نظامِ باطل کو مٹاتے ہیں اور نظامِ حق کو غالب کرتے ہیں۔تمہاری توبہ (نظامِ حق کے قبول کرنے کو) قبول کرتے ہیں اور تمہاری سیئات کو معاف کرتے ہیں۔

۱۲۔اور پھر لوگوں کے ایمان لانے (نظامِ باطل کو چھوڑنے اور نظامِ حق کو قبول کرنے) اور اعمالِ صالح (حق کو غالب کرنے کی کوشش ومحنت) کو قبول کرتے ہیں بلکہ مزید بڑھاتے ہیں۔

۱۳۔وہ اللہ رب العزت ہی تو ہیں جب مومن (مسلم) اپنی عبادت (قیامِ دین وخلافت) کے لئے مصائب و

مشکلات میں پھنستا ہے تو اللہ تعالےٰ کو پکارتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی مشکلات و مسائل کو دور کرتے ہیں۔

۱۴۔ایمان لانے (نظامِ باطل چھوڑنے اور نظامِ حق قبول کرنے) والوں کو نصیحت (اصلاح) کی توفیق ملتی ہے۔اس لئے خالص دینِ اسلام کو زندگی میں اختیار کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پکارو (دعائیں) کرو۔خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

۱۵۔اللہ رب العزت کا اعلان ہے! کہ جو مومن (مسلم) مجھے پکارتے ہیں میری عبادت (حاکمیت' قیامِ دین وخلافت) کے لئے' میں ان کی پکار کو سنتا ہوں اور دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔مگر جو میری عبادت (حاکمیت' دین' خلافت) کا انکار کرتے ہوئے تکبر کرتے ہیں۔ان کو جہنم کی سزا دی جائے گی۔

۱۶۔ان لوگوں کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور راہنمائی (رشد و ہدایت) دی جاتی ہے جو اللہ رب العزت کے احکامات مانتے اور قرآن' دین اسلام پر ایمان لاتے ہیں۔

۱۷۔جو لوگ اللہ رب العزت کی رضا کے حصول (حاکمیت' قیامِ دین وخلافت) کیلئے زندگی گزارتے ہیں تو قرآن کے ذریعے ان کی ظلمات سے نور کی طرف اور سلامتی کے راستوں کی راہنمائی دی جاتی ہے۔

۱۸۔ جو لوگ اللہ رب العزت کی حاکمیت' قیامِ دین اور خلافت کے لئے جدو جہد کرتے ہیں اللہ رب العزت ان کے لئے راستے کھول دیتے ہیں۔

۱۹۔اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائیں گے (نظامِ باطل چھوڑ دیں گے اور نظامِ حق قبول کر لیں گے) اور اعمالِ صالح (نظامِ حق' دین وخلافت قائم کرنے کی کوشش) کریں گے۔ہم ان کو خلافت (حکومت) عنایت کریں گے جیسے پہلے لوگوں کو دی تھی۔دین کو مستحکم کر دیں گے اور دشمن کے خوف سے نجات اور امن عطا کریں گے۔

لہٰذا اس آیتِ مبارکہ کو پڑھ کر ہم یہ اقرار کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے گڑ گڑا کر یہ التماس کرتے ہیں کہ:

۱۔اے اللہ رب العزت آپ ہمیں اپنی حاکمیت' دین' خلافت قائم کرنے کی راہنمائی فرمائیں جس طرح آپ نے انعام یافتہ لوگوں کی فرمائی۔مثلاً انبیاء کرام' محمد ﷺ' صدیقین' شہداء' صالحین' متقین وغیرہ کی۔

۲۔اور ہم پر بھی اپنے دین اسلام کا انعام اسی طرح فرمائیں جس طرح انعام یافتہ لوگوں پر فرمایا۔تا کہ ہم بھی عبادت کا حق ادا کر سکیں۔

خلافت کا قیام......ایک بھولا ہوا سبق

......مولانا زاہد الراشدی

سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے چند برس قبل اپنی پارٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ انتہا پسند مسلمان دنیا میں خلافت کو بحال کرنا چاہتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اسی بات کو سابق امریکی وزیر دفاع رمز فیلڈ نے بھی ایک مضمون میں اس انداز سے دہرایا کہ امریکا اگر عراق سے نکل گیا تو انتہا پسند مسلمان مراکش سے انڈونیشیا تک خلافت قائم کر لیں گے۔ افغانستان میں طالبان نے اگرچہ عالمگیر خلافت کا کوئی ایجنڈا پیش نہیں کیا ہے تاہم ''امارت اسلامی افغانستان'' کے نام سے ان کی حکومت اور طرزِ حکمرانی سے ''خلافت'' کا ایک نمونہ قائم ہونے کا خوف دراصل وہ سبب ہے جس کے باعث ان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا جا رہا۔

گویا وہ خلافت جس کا صدیوں کی منصوبہ بندی کے ساتھ یورپ نے 1924ء میں خاتمہ کر دیا تھا اور جسے خود مسلمانوں کے ہاتھوں اس کے وجود اور تسلسل سے محروم کر دیا تھا، اس کا خوف ابھی تک مغربی لیڈروں پر مسلط ہے اور وہ اس بات کو چھپانے میں کامیاب نہیں ہو رہے کہ عالم اسلام کے گرد سیاسی، اقتصادی، سائنسی اور عسکری حصار اور اس کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اصل مقصد خلافت کے قیام کو روکنا اور مسلم ممالک میں اسلامی نظام وقوانین کے نفاذ کی کوششوں کو ناکام بنانا ہے۔ آخری دور میں خلافت عثمانیہ اگرچہ ظاہری وسائل واسباب کے حوالے سے ایک کمزور حکومت تھی اور اسے ''یورپ کا مرد بیمار'' کہا جاتا تھا لیکن اس خلافت نے پہلی دو صدیاں جس دبدبہ کے ساتھ گزاری ہیں اور دنیا کے ایک بڑے حصے پر جس وقار اور رعب کے ساتھ حکومت کی ہے، اس کی یاد مغربی دانشوروں کے ذہنوں میں بدستور باقی ہے اور وہ دنیا میں خلافت کے ادارے کو دوبارہ وجود میں آنے کا موقع دینے کیلئے کسی قیمت پر تیار نہیں ہیں۔

اب سے صرف ایک سو برس پہلے کی بات ہے جب مغرب کے دانشوروں نے عربوں کو یہ سبق پڑھایا کہ ان پر عجمی حکمران ''خلافت'' کے نام سے حکومت کر رہے ہیں اس لیے انہیں عجمی خلافت

سے چھٹکارا حاصل کر کے عربی بلکہ ہاشمی خلافت کے قیام کی طرف پیشرفت کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی ترکوں کو یہ سبق پڑھایا گیا کہ وہ یورپین ہیں اور بالاتر قوم ہین اس لیے انہیں اسلام اور عربوں سے پیچھا چھڑا کر مغرب کے آزاد خیال اور ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ عربوں اور ترکوں نے یہ سبق پڑھ لیا اور اس پر عمل بھی کیا لیکن خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کو پون صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود نہ عربوں کو ''عرب خلافت'' کی منزل حاصل ہوئی اور نہ ہی ترکی یورپی یونین کی رکنیت حاصل کر سکا۔ البتہ خلافت کی تحریکوں کا ایک تسلسل ضرور قائم ہے جو مختلف مسلم ممالک میں اس فکر اور یاد کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ جنوبی ایشیا میں مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کی قیادت میں بپا ہونے والی ''تحریک خلافت'' تو ترکی کی خلافت عثمانیہ کو بچانے کی تحریک تھی جو برطانیہ اور اس کے اتحادیوں پر دباؤ ڈالنے کیلئے چلائی گئی تھی تا کہ وہ ترکی کی خلافت عثمانیہ کے خلاف آخری حد تک جانے سے گریز کریں اور کسی نہ کسی طرح خلافت کا یہ ادارہ بچ جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ اور بقولؒ

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ غیروں کی عیاری بھی دیکھ

آج کے عالمی حالات کے تناظر میں دو پہلوؤں سے اس مسئلہ کا تذکرہ کرنا چاہوں گا۔ ایک یہ کہ پون صدی کے تجربہ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ عالم اسلام کے مسائل اور مشکلات پر عالمی سطح پر آواز اٹھانے کیلئے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد کوئی فورم باقی نہیں رہا۔ مشکلات بڑھتی جا رہی ہیں' مسائل کی سنگینی میں اضافہ ہو رہا ہے اور بحرانوں کا دائرہ دن بدن وسیع ہو رہا ہے مگر بین الاقوامی سطح پر ان مسائل پر بات کرنے والا اور مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والا کوئی فورم نہیں ہے۔ اور اب خلافت کی قدر و قیمت کا احساس ہو رہا ہے کہ اپنے آخری دور میں خلافت عثمانیہ جیسی کیسی بھی تھی مسلمانوں کے مسائل پر عالمی ماحول میں آواز اٹھانے والا کوئی فورم تو موجود تھا اور ان کی نمائندگی تو ہو جاتی تھی۔ اب لے دے کر اسلامی سربراہی کانفرنس کی تنظیم ہے اور او آئی سی کا فورم ہے لیکن وہ اس قدر بے جان اور بے وزن ہے کہ یوں لگتا ہے کہ یہ ساٹھ کے لگ بھگ ایسے زیرو ہیں جن کے ساتھ کوئی عدد نہیں ہے اور وہ مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کی بجائے ان کی جگ ہنسائی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کے دور میں خلافت ہماری ملی ضرورت ہے اور پون صدی کے تلخ تجربے نے ہم پر واضح کر دیا ہے

کہ خلافت ہی ایک ایسا ادارہ اور فورم ہے جو عالم اسلام کے مسائل پر بین الاقوامی سطح پر مؤثر آواز اٹھا سکتا ہے اور مسلمانوں کی مؤثر نمائندگی کر سکتا ہے۔

اس کے ساتھ یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ گزشتہ نصف صدی سے مختلف مسلم ممالک میں نفاذ اسلام کے تجربات کیے جا رہے ہیں اور اسلامی قوانین کے نفاذ کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اس میں کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی۔ خود ہم پاکستان میں ساٹھ برس سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک میں قرآن وسنت کے احکام وقوانین کی عملداری قائم ہو اور ملک میں رائج غیر اسلامی قوانین سے نجات حاصل کی جائے۔ اس کیلئے دستور میں ضمانت دی گئی ہے اور ہماری حکومت اس عزم کا اعلان بھی کرتی ہے کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق ملک کا نظام چلائے گی۔ لیکن تمام تر دستوری ضمانتوں اور حکومتی اعلانات کے باوجود ہم ابھی تک زیرو پوائنٹ پر کھڑے ہیں بلکہ اس سے بھی پیچھے ہٹ رہے ہیں۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اسلامی قوانین کا نفاذ نوآبادیاتی نظام کے فریم ورک میں کرنا چاہ رہے ہین اور ایسا ہونا عملاً ممکن نہیں ہے۔ ہمارا انتظامی، عدالتی، معاشرتی اور معاشی ڈھانچہ نوآبادیاتی ہے اور اس میں ہم اسلام کی پیوندکاری کر رہے ہیں جس میں ہمیں مسلسل ناکامی کا سامنا ہے۔ اس لیے کہ اسلامی قوانین کیلئے عدالتی اور انتظامی ڈھانچہ بھی اسلامی ہونا چاہیے اور معاشی ومعاشرتی ماحول بھی اسلامی تقاضوں کو قبول کرنے والا ہونا چاہیے جو موجودہ برطانوی نوآبادیاتی ڈھانچہ کی موجودگی میں نہیں ہوسکتا۔ قرآن وسنت کے قوانین کے نفاذ اور اسلامی احکام وضوابط کی عملداری کیلئے مناسب انتظامی، معاشرتی، معاشی اور عدالتی ڈھانچہ خلافت کے ادارے کے ذریعے ہی قائم ہوسکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس نفاذ کی ذمہ داری قبول کرنے والے رجال کار بھی اسلامی تعلیم وتربیت سے بہرہ ور ہونا ضروری ہیں مگر ہم ان دونوں باتوں کا لحاظ رکھے بغیر ملک میں نفاذ اسلام کے ناکام تجربہ میں مسلسل مصروف ہیں۔

جس انتظامی وعدالتی ڈھانچے اور جس قسم کے رجال کار کے ذریعے ہم نفاذ اسلام کی منزل حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ نہ اس کی صلاحیت رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کیلئے ذہنی طور پر تیار ہیں۔ اس پر مجھے امیر التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کا ایک ارشاد یاد آ رہا ہے جو میں نے مولانا مفتی عبدالواحدؒ آف گوجرانوالہ سے سنا تھا کہ حضرت جی نے ڈھاکہ میں علماء کرام کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

فرمایا کہ جن لوگوں سے تم اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کررہے ہو، اول تو وہ ایسا کریں گے نہیں اور اگر کبھی عوام کے دباؤ یا تمہارے مطالبے پر ایسا کرنا شروع کیا تو تم خود ہاتھ جوڑو گے کہ نہیں بھئی یہ اسلام ہمیں نہیں چاہیے۔ مولانا محمد یوسف دہلویؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی جنبی پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ نماز پڑھائے اور کسی ایسے شخص کو جس پر غسل واجب ہے نماز پڑھانے کیلئے مجبور کیا جائے۔ اول تو وہ ایسا کرے گا نہیں اور اگر مجبور کرنے پر مصلیٰ پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھا دی تو کسی کی نماز نہیں ہوگی۔

بین الاقوامی سطح پر عالم اسلام کے مسائل کے بارے میں آواز اٹھانے والے کسی ادارے کا موجود نہ ہونا اور خلافت کے بغیر مسلم ممالک میں نفاذ اسلام کے تجربہ کی ناکامی ہمیں یاد دلا رہی ہے کہ ہماری اصل منزل خلافت ہے اور ملت اسلامیہ کے مسائل و مشکلات کا حل خلافت کے قیام میں ہی ممکن ہے۔ اس لیے تمام کوششیں مبارکباد اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہیں جو خلافت کے تصور کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور اس کیلئے ماحول بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ان سے تعاون بھی کرنا چاہیے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہیے۔

کون سا پاکستان؟......اسلامک یا سیکولر

پاکستان: اللہ کا ایک عظیم عطیہ:

مملکت خداداد پاکستان بلاشبہ اللہ کا ایک عظیم عطیہ ہے جو اس نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو شب جمعہ میں یہ نعمت عطا فرمائی۔ اگرچہ وطنِ عزیز ہونے کے ناطے پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے غور و فکر کرنا ہم پر لازم ہے لیکن پاکستان کے بارے میں ہم پر یہ ذمہ داری اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ یہ وہ واحد ملک ہے جس کے قیام کی بنیاد ہی اسلام ہے۔ پاکستان کا مطالبہ کرنے والوں کی نہ زبان ایک تھی، نہ ثقافت، نہ نسل اور نہ رنگ ایک تھا۔ ان کے درمیان واحد مشترکہ اساس صرف اور صرف اسلام کی تھی۔ ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں اسلام کا بول بالا کریں گے۔ البتہ یہ بات بھی درست ہے کہ پاکستان کے قیام کیلئے مسلمانانِ برصغیر کے متحد ہونے کا ایک منفی سبب ہندو قوم کا تعصب بھی تھا۔ ہمیں خوف تھا کہ اگر متحدہ ہندوستان آزاد ہوا تو ہندو ہم سے اپنی سابقہ محکومی کا انتقام لے

گا۔ہماری اس صورتِ حال سے مطابقت رکھنے والی کیسی واضح نقشہ کشی اس آیت میں کی گئی ہے کہ:

''اور یاد کرو جبکہ تم تعداد میں کم تھے' زمین میں کمزور کر دیے گئے تھے' تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں دبوچ لیں گے' پس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی خاص نصرت سے تمہاری مدد کی'' (الانفال:26)۔

یہ آیت مدنی دور میں ان صحابہ کرامؓ سے خطاب کے ذیل میں نازل ہوئی جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے لیکن آج اس آیت کا ہو بہو اطلاق مسلمانانِ برصغیر پر بھی ہو رہا ہے۔ہمیں ہندو قوم سے ظلم و زیادتی کے خدشات تھے' لہٰذا ہم نے متحد ہو کر علیحدہ وطن کے حصول کیلئے جدوجہد کی' ہماری وحدت کی بنیاد اسلام ہی کے رشتہ پر استوار تھی۔مختلف رنگ و نسل اور زبان بولنے والوں نے ایک جھنڈے تلے جمع ہو کر جس نعرے پر جدوجہد کی وہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' تھا۔اور اللہ نے پاکستان کی صورت میں ٹھکانہ عطا فرما دیا۔گویا اسلام کو پاکستان کی تشکیل میں فیصلہ کن عامل کی حیثیت حاصل تھی۔علامہ اقبالؒ کے یہ الفاظ پاکستان پر کس قدر صادق آتے ہیں کہ ''اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے''۔

دوقومی نظریہ:

قرآن حکیم نے 14 سو سال پہلے کفر و اسلام کو دو جداگانہ حیثیتوں میں پیش کیا۔

''جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل ضائع کر دیے۔اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جو کچھ محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لائے' اور وہی ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے' اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا''۔(سورۃ محمد ﷺ)

17 نومبر 1945ء کو بابائے قوم نے ایڈورڈ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:''ہم دونوں قوموں (مسلمان و ہند) میں صرف مذہب کا فرق نہیں' ہمارا کلچر ایک دوسرے سے الگ ہے۔ہمارا دین ہمیں ایک ضابطہ حیات دیتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے ہم اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں''۔مصورِ پاکستان علامہ اقبال نے اس حقیقت کی وضاحت اس طرح کی:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

پاکستان کے قیام کا مقصد:

پاکستان کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ اس برصغیر کے مسلمان اپنی زندگی کی تعمیر اسلامی تعلیمات اور روایات کے مطابق کرنا چاہتے تھے۔اس لیے کہ وہ دنیا پر عملاً واضح کر دینا چاہتے تھے' کہ آج حیات انسانی کو جو طرح طرح کی بیماریاں لگ گئی ہیں' ان سب کیلئے صرف اسلام ہی اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کا تصورِ پاکستان:

1930ء میں علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں الہٰ آباد کے مقام پر تاریخی خطبہ صدارت دیا اور پاکستان کے قیام کی بشارت ان الفاظ میں دی: ''میں ہندوستان اور اسلام کے بہترین مفاد میں ایک الگ مسلم ریاست کے بنانے کا مطالبہ کرتا ہوں''۔

''اسلام کیلئے یہ ایک موقع ہوگا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین' تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روحِ عصر سے ہم آہنگ کر سکے''۔

گویا مسلمانوں کو مایوسی کے اندھیروں سے نکالا اور اسلام کے روشن مستقبل کے مبشر بن کر سامنے آئے۔

آسمان ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

قائداعظم کا تصورِ پاکستان

قائداعظم نے قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد بلا مبالغہ سو سے زائد تقاریر میں مسلسل تکرار کے ساتھ صرف اسلام کی بات کی۔ قائداعظم کی تقاریر کی چند شہ سرخیاں ملاحظہ فرمائیں:

☆ ''مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے''۔ (13 جنوری 1938ء)

☆ ''اسلام کا قانون دنیا کا بہترین قانون ہے''۔ (22 نومبر 1938ء)

☆ ''ملتِ اسلامیہ عالمی ہے''۔ (8 اپریل 1938ء اسٹار آف انڈیا)

☆ ''میں اول و آخر مسلمان ہوں'' (7 اگست 1938ء)

☆ ''انسان خلیفۃ اللہ ہے'' (13 نومبر 1939ء)

☆ ''ہندو اور مسلمان دو جداگانہ قومیں ہیں'' (9 مارچ 1940ء ٹائمز آف لندن)

☆ ''میرا پیغام قرآن ہے'' (26 مارچ 1940ء)

پاکستان کے سیکولر طبقات اور بیرونی بدخواہوں نے بانی پاکستان کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کی من مانی تاویلات کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ قائداعظم پاکستان کو ایک سیکولر ملک دیکھنا چاہتے تھے۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ قائداعظم کی 11 اگست کی تقریر میں سرے سے کوئی متنازعہ بات موجود ہی نہیں تھی۔ یہ عدلیہ کے ایک سابقہ سیکولر منصب دار نے خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بعض جملوں کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا تھا۔ برٹش لائبریری کی پوری چھان بین کے باوجود ان اضافی جملوں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ غور طلب بات ہے کہ ''سیکولر پاکستان'' بنانے کیلئے ''سیکولر بھارت'' سے الگ ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ تاریخ کی سب سے بڑی انسانی ہجرت کیوں عمل میں آئی؟ لاکھوں جانوں کی قربانی کیوں دی گئی؟ ہزاروں مسلمان عورتوں کی عزت و عصمت کی قربانی کیوں گوارا کی گئی؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ مصطفوی ﷺ دیس کے قیام کیلئے قربان کیا گیا۔

قائداعظم نے 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں فرمایا تھا: ''اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کیلئے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا''۔ قائداعظم نے اپنی وفات سے دو تین دن پہلے اپنے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے فرمایا:

''تم جانتے ہو جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ کام مشکل تھا اور میں اکیلا کبھی نہ کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے''۔ (بیان ڈاکٹر ریاض علی شاہ: روزنامہ جنگ 11 ستمبر 1988ء)

قراردادِ مقاصد' پاکستان کا اساسی دستور:

قیامِ پاکستان کے بعد پہلی دستور ساز اسمبلی کے ارکان کی بڑی تعداد قائداعظم محمد علی جناح کے رفقائے کار پر مشتمل تھی جب کہ وزیراعظم لیاقت علی خاں ان کے دستِ راست تھے۔ انہوں نے قراردادِ پاکستان کا مسودہ پیش کرتے ہوئے اس کی وضاحت کی تھی کہ ''چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کیلئے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا:

☆ اس مملکت میں اصول جمہوریت وحریت' مساوات ورواداری اور سماجی عدل کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے' پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

☆ جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں' ترتیب دے سکیں۔

نظریہ پاکستان سے ہمارا انحراف:

☆ ہم نے دنیا کو پاکستان کا مطلب ''لا الہ الا اللہ'' بتایا لیکن پھر ہم خود منحرف ہو گئے۔

☆ پاکستان کی سیاست اور حکومت پر سیکولرازم کا رنگ چھایا ہوا ہے۔

☆ قرارداد ِ مقاصد کو بعد ازاں دستور کے عملی حصے میں شامل کیا گیا لیکن دستور میں فوقیت نہیں دی گئی۔

☆ وفاقی شرعی عدالت کے Bank Interest کو ربا قرار دینے کے فیصلہ کو انتہائی دھاندلی کے ذریعے سے کالعدم کر دیا گیا۔

☆ 9/11 کے واقعہ کے بعد امریکہ کی غلامی اختیار کرتے ہوئے اپنے قومی مفادات کے علی الرغم امریکہ کا ساتھ دیا۔

☆ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر اسلام کا ایک خود ساختہ تصور ذرائع وابلاغ کے ذریعہ عام کیا جا رہا ہے۔ پہلے مغرب اور اس کے ایجنٹوں کی طرف سے اسلام کے بعض شعائر پر اعتراضات کیے جاتے تھے۔اب ان کا طریقہ واردات بدل گیا ہے۔اب وہ ایک ایسے خود ساختہ اسلام کا تصور عام کر رہے ہیں جو کسی بھی اعتبار سے مغرب اور ان کے گمراہ کن نظریات کیلئے خطرہ نہ بنے۔

☆ تعلیمی نصاب سے اسلام کو کھرچ کھرچ کر نکالنے کی سازش ہو رہی ہے۔

☆ بے حیائی اور فحاشی کے کلچر کو عام کیا جا رہا ہے۔

نظریہ پاکستان سے انحراف کے نتائج

☆ پہلی سزا یہ ملی کہ 1971ء میں پاکستان دولخت ہو گیا۔ باقی پاکستان کی سالمیت کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے سے انحراف کے نتیجہ میں ہم سورۃ التوبہ کی آیت 75 تا 77 کی روشنی میں ہر سطح پر منافقت کا شکار ہو چکے ہیں۔

استحکام پاکستان کی واحد بنیاد:

پاکستان کے بنیاد کی بقا بھی وہی ہے جو اس کے قیام کی بنیاد تھا یعنی اسلام اور اس کی بقا اور اس کا استحکام سوائے اسلام کے کسی اور شے سے ممکن نہیں۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر ہی پاکستان کو نہ صرف محفوظ و مامون بنا سکتی ہے بلکہ ایک مضبوط و توانا ریاست بنا سکتی ہے۔

ہماری ذمہ داری:

چونکہ ہم نے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام میں پیش رفت نہ کر کے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور اس کو ناراض کیا ہے تو ہماری اولین ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ کی ناراضگی کو دور کیا جائے اور اس کے حضور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی جائے۔ اللہ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، عافیت کا سوال کریں اور اس کی نصرتِ خاص کیلئے التجا کریں۔ دعاؤں کی قبولیت کیلئے لازمی ہے کہ ہم انفرادی اعتبار سے توبہ کریں یعنی ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوں اور جہاں تک ہمارا اختیار ہے وہاں مکمل طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ اگر ہمارے مجموعی مجرمانہ طرزِ عمل کی وجہ سے خدانخواستہ ملک پر کوئی عذاب آتا ہے تو ہم سب اس کی لپیٹ میں آجائیں گے لیکن روزِ قیامت وہ لوگ عذاب اخروی سے بچ جائیں گے جنہوں نے انفرادی زندگی میں توبہ کر لی تھی۔ انفرادی توبہ کے ساتھ ساتھ دنیا میں عذاب سے بچنے کیلئے اجتماعی توبہ بھی ضروری ہے۔ بقول اقبالؒ:

فطرت افراد سے اغماز بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اجتماعی توبہ یہ ہے کہ ہم کسی ایسی تحریک میں شامل ہوں جو منظّم انداز سے نفاذ اسلام کی کوشش کی رہی ہو۔ وہ لوگوں میں حالات کی خرابی کا شعور اور احساس زیاں پیدا کر رہی ہو۔ حکومتِ وقت سے ہمدردانہ انداز میں اسلامی شعائر کے فروغ اور شریعت اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ کر رہی ہو۔ یعنی نہی عن المنکر باللسان کر رہی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی افرادی قوت کو بڑھا کر ایک مؤثر پریشر گروپ تشکیل دے رہی ہو جو مناسب تعداد کی فراہمی پر حکومت پر دباؤ ڈال سکے تاکہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف اقدامات سے اسے باز رکھا جائے بصورتِ دیگر پرامن احتجاجی تحریک کے ذریعہ اس فرسودہ نظام کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ہماری مؤثر تعداد نے انفرادی واجتماعی توبہ کی تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔ ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا'' (محمدﷺ:7)۔

دجالی ذرائع ابلاغ اور پاکستانی قوم کے منافقانہ احوال

......محمد عبدالرحمٰن

فتنہ کے معنی لغات میں آزمائش، گمراہی ورسوائی، دیوانگی، فساد، خانہ جنگی، گناہ، عبرت، عذاب، عورت، مال واولاد وغیرہ لکھے ہیں۔ یہ لفظ فتن سے ہے اور فتن دھاتوں کو پگھلا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنے کے عمل کو کہتے ہیں جبکہ دجال عربی زبان کے لفظ دجلۃ سے ہے۔ جس کے معنی ہیں جھوٹ، دھوکہ یا کسی چیز کا چھپا لینا۔ احادیث نبویؐ میں دجال نامی کردار یہودی قوم کا وہ سربراہ بتایا گیا ہے جو اپنی غیر معمولی طاقت کے ساتھ سب سے پہلے اقوام عالم پر صیہونی تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہوگا، اس کے بعد ماورائے عقل کمالات کے اظہار سے پہلے نبوت کا اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا اور آخر عیسیٰؑ کے ہاتھوں لُد کے مقام (اسرائیلی دارالخلافہ تل ابیب) پر قتل کر دیا جائے گا۔ دجال کی ایسی غیر معمولی استدراجی قوت کی بنا پر ہی احادیث نبویؐ میں اس کیلئے لفظ المسیح استعمال ہوا ہے اور بعض احادیث میں دجال کیلئے لفظ مسیح الضلالۃ لکھا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ کی جملہ دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی ہوا کرتی تھی کہ: ترجمہ: ''اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے'' (بخاری: ۶۳۶۸) یقینی بات ہے کہ انسانی شکل کے کسی کردار کے ہاتھوں جب ماورائے عقل ہمہ جہت کئی کمالات کا اظہار ہوگا تو سننے والے، دیکھنے والے عام فہم انسان اور کمزور ایمان والے مسلمان ایسے مسحور ہوں گے کہ دجال کے ہی گن گائیں گے اور اس کی نبوت تسلیم کرنے کے بعد اس کی خدائی پر بھی ایمان لے آئیں گے اور یہی بنی آدم کیلئے سب سے مشکل وہ امتحان ہے جس کے بارے میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو آگاہ فرماتے رہے ہیں۔ جناب محمد الرسول اللہﷺ چونکہ خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اس لیے لازم ہے کہ قیامت سے پہلے دجالی فتنہ ضرور برپا ہوگا اور اہل ایمان کیلئے سب

سے مشکل امتحان ہوگا۔اسی لیے فتنہ کے بارے میں کئی احادیث نبوی میں مسلمانوں کو بالخصوص سمجھایا گیا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں رونما ہونے والے حالات و واقعات پر نظر رکھیں اور دجالی فتنے میں استعمال ہونے والے آلات/ہتھیار پہچاننے اور ان کے اثرات سے اپنے آپ کو بچانے کی حتی الوسع کوشش کریں۔آج کا عنوان بھی اسی کوشش کا ایک اظہار ہے جس میں عصرِ حاضر کے ذرائع ابلاغ کے انسانی معاشرت پر اچھے یا برے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔

احادیث نبوی میں ہے کہ دجال کا خروج ایرانی صوبہ اصفہان سے ہوگا' گدھے پر سوار طوفان کی طرح تیز چلے گا اور مکہ معظّمہ' مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے سوا ساری زمین پر گھومے پھرے گا۔یعنی دجال کے ظہور سے پہلے فاصلے اور وقت سمٹ جائیں گے اور جھوٹ عام ہو جائے گا۔فاصلوں اور وقت کا سمٹنا ہی تو ہے کہ جدید ایجادات نے گھوڑے' گدھے کے سوار کو پہلے ریل گاڑی کی تیز رفتاری کا راستہ دکھایا اور پھر ہوائی جہاز کی اس برق رفتاری تک پہنچایا جہاں انسان مہینوں کا سفر دنوں میں دنوں کا چند گھنٹوں میں طے کرتا نظر آئے گا۔عصر حاضر کے جدید ذرائع ابلاغ نے یوں بھی وقت اور فاصلوں کو اس لحاظ سے سمیٹ دیا ہے کہ آج پورا کرۂ ارض ایک ایسے گاؤں کی مانند نظر آ رہا ہے جس میں فاصلوں کی اہمیت ہی ختم ہوتی جا رہی ہے۔اس لیے کہ کیمرے اور الیکٹرانک میڈیا کی ایجاد اور ان کے ہمہ جہت استعمال نے دنیا بھر کے انسانوں کو براہِ راست آمنے سامنے بٹھا دیا ہے۔شہری آبادیاں ہوں یا دور دراز دیہاتوں میں بسنے والے انسان حالات یہ ہیں کہ یا تو کسی نہ کسی ٹیلی ویژن چینل پر دکھائے جانے والے عالمی حالات و واقعات کا براہِ راست نظارہ کر رہے ہوتے ہیں یا پھر ڈبیا نما موبائل فون ہاتھ میں تھامے اپنی خواہشات وضروریات کے مطابق جس سے چاہیں رابطہ کر سکتے ہیں اور سچ یا جھوٹ کے ذریعے جیسے چاہیں دوسروں کے خیالات پر اثر انداز بھی ہو سکتے ہیں۔مطلب یہ کہ چند برس پہلے تک جو ذرائع ابلاغ محض شہری علاقوں تک محدود تھے آج دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے افراد کسی نہ کسی انداز میں ان سے فائدے یا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ان دونوں ایجادات میں اہم ترین کردار اولین تو کیمرے کی اس آنکھ کا ہے جو کائنات کی گہرائیوں سے لے کر انسانی ذات کی تنہائیوں تک سب کے ظاہری جلوے کرا رہی ہوتی ہے اور اس کے بعد کردار ان الیکٹرانک ذرائع مواصلات کا ہے جو کیمرے کی آنکھ کے مشاہدات لمحہ بہ لمحہ لاکھوں کروڑوں میل فاصلوں تک براہِ راست پہنچا رہے ہوتے ہیں۔یاد رہے کہ چند برس قبل ایک

ہندوستانی مسلمان ادیب نے اپنی ایک تصنیف میں کیمرے کی آنکھ کو ایک آنکھ والے دجال سے تشبیہ دی تو دجالی فتنے کے بارے معلومات رکھنے والی قارئین نے مصنف کی سوچ کا مذاق اڑایا۔لیکن آج جب ہم اسی آنکھ کی شیطانی کارگزاریوں کے ذریعے انسانی معاشرت پر ہونے والے بدترین اثرات کے بارے میں سوچتے ہیں تو مصنف کی فکر اس لحاظ سے قابلِ فہم لگتی ہے کہ اسی آنکھ کے استعمال سے جدید ذرائع ابلاغ نے جھوٹ وفریب کا کاروبار آج ایسی انتہا تک پہنچا دیا ہے جہاں سچ تلاش کرنا روز بروز مشکل تر ہوتا جارہا ہے۔

چنانچہ سیاسی پراپیگنڈہ کے ذریعے عوام کے ذہن بدلنے کا جو کام کچھ عرصہ قبل تک حکومتی سطح پر ہوا کرتا تھا آج ہر فرد اپنے ہی افکار وانداز کے مطابق دوسروں پر اثر انداز ہونے کی کوشش میں پایا جاتا ہے۔بچہ ہو یا جوان، عقلمند ہو یا نادان موبائل فون ہاتھ میں تھامے نیکی کے کام تو شاذونادر اکثر بیشتر شیطانی کاموں ہی میں مگن نظر آتا ہے۔اس لیے کہ الیکٹرانک ذرائع ابلاغ پرانہی شیطانی طاقتوں کی اجارہ داری ہے جو برائی کو طاقت اور نیکی کو رکاوٹ خیال کرتی ہے اور اسی طاقت کے ذریعے پوری دنیا پر دجالی حکومت کی راہ ہموار کرنے کی کوشش میں ہیں۔اسی طاقت کا ایک یہ بھی کمال رہا کہ ایسی الیکٹرانک چپ (Chip) بھی کامیاب تجربات میں آچکی ہے جو خفیہ طریقے سے انسانی جسم میں پیوست کردی جاتی ہے اور انتہائی خفیف انداز میں مسلسل پیغام رسانی کے ذریعے اس انسان کو ایسے روبوٹ کی مانند بنادیا جاتا ہے جس کے فکروعمل کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اپنی مرضی کے مابق استعمال کیا جاسکتا ہے۔امریکی سی آئی اے اس منصوبہ پر ایسے کئی کامیاب تجربات کرچکی ہے جن میں انسانی نفسیات کو اپنے مذموم مقاصد کے مطابق استعمال کیا جاسکتا ہے جس کی ایک مثال اسلامی دنیا میں دہشت پھیلانے والے خودکش بمباروں کی ہے۔فتنہ دجال کے عروج پر اسی قسم کے جدید سائنسی آلات اس قدر مہارت کے ساتھ استعمال کیے جائیں گے کہ زیادہ تر انسان ان کے زہریلے اثرات سے بچ نہیں پائیں گے بلکہ ان کا استعمال ناگزیر جانتے ہوئے انہی کو انسانی ترقی کا راز سمجھنا شروع ہوجائیں گے۔ایسی فکر ہی کے اثرات ہیں کہ جھوٹ و فریب کا کاروبار آج ترقی کی اس نہج تک پہنچ چکا ہے جہاں حالات وواقعات کے عینی شاہدین بھی سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ماننے پر مجبور ہیں۔بچوں کے ذہن خراب کرنے کیلئے کارٹون پروگرام دکھائے جاتے ہیں، جوانوں کو بے حیائی کی طرف راغب کرنے کیلئے عریانی وفحاشی سے بھرپور فلمیں وڈرامے

چلائے جاتے ہیں اور بڑی عمر والے اخروی انجام کی فکر سے غافل کرنے کیلئے سیاسی و مذہبی تفرقہ بازی کے فضول بحث ومباحثہ میں الجھائے جاتے ہیں۔ اسی لیے عصرِ حاضر کے نابالغ والدین کی بات سننے کو تیار نہیں، بالغ آزاد خیالی اور آوارہ گردی کی طرف مائل دین کی طرف رغبت دلانے والوں کے پاس بیٹھنے کے قائل نہیں اور بڑی عمر والے اپنے اپنے نظریات میں ہٹ دھرم الہامی تعلیمات کی توضیحات ماننے کو تیار نہیں۔

افسوسناک یہ بھی رہا کہ عصرِ حاضر کے تمام ذرائع ابلاغ غیر مسلم اقوام بالخصوص یہود ونصاریٰ کے قبضہ میں ہیں جو زیادہ تر یا تو عالمی طور پر سیاسی پراپیگنڈہ کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں یا پھر عریانی وفحاشی پھیلانے کے کام آتے ہیں۔ دنیا بھر میں بے شمار ٹیلی ویژن چینل پہلے ہی ایسے کاموں میں بہت سرگرم تھے کہ آج سوشل میڈیا ان سے بھی زیادہ فعال اور متحرک پایا جارہا ہے اور اس پر مزید یہ کہ جدید موبائل سیٹ استعمال کرنے والا ہر بالغ ونابالغ اپنی حرکات وسکنات اور افکار وخیالات کے ساتھ بذریعہ سیٹلائٹ ان کمپیوٹروں کے ریکارڈ میں بھی محفوظ ہو جاتا ہے جن کا کنٹرول صیہونی ہاتھ میں ہے۔ گوگل، یوٹیوب، فیس بک، انسٹاگرام، میسنجر، واٹس ایپ اور اسی طرح کے کئی ایسے ذرائع ابلاغ ہیں جہاں ہر کوئی اپنی پسندیدہ یا ناپسندیدہ آڈیو اور ویڈیو فلمیں بلا روک ٹوک چلا سکتا ہے جبکہ سوشل میڈیا لاکھوں کروڑوں نہیں بلکہ اربوں افراد کے استعمال میں ہے۔ اس کے لیے ایسے بے شمار جعلی اکاؤنٹ بھی ہیں جو لوگوں نے مختلف ناموں سے کھول رکھے ہیں اور فلمیں بنانے کیلئے بھی نہ کسی مال و دولت کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی خاص ماحول یا ضابطے کی پابندی ہے۔ محض اپنے موبائل فون کا کیمرہ فوکس کرنے کی ضرورت ہے اور پھر جہاں چاہیں اور جیسے چاہیں اچھی یا بری، اخلاقی یا غیر اخلاقی اقدار والی فلمیں میڈیا پر چلائیں۔ بلکہ اس کے بعد بھی جیسے چاہیں اور جب چاہیں اس میں ردوبدل کر کے بار بار چلائیں۔ اس لیے کہ مذکور نشریاتی ادارے ایسی فلمیں چلانے والوں سے کچھ وصول کرنے کی بجائے انہیں معاوضہ ادا کرتے ہیں۔ معاوضہ ہی کا یہ کرشمہ بھی ہے کہ غیر اخلاقی نشریات میڈیا میں زیادہ نظر آتی ہیں جو انسان کی حیوانی جبلت کے موافق دیکھی بھی زیادہ جاتی ہیں۔ اسی لیے آج الیکٹرانک میڈیا میں شاید ایک فیصد ایسے پروگرام ملیں جن میں اخلاقی اقدار یا پھر دین و مذہب کی کوئی بات نشر کی جارہی ہو زیادہ تر غیر اخلاقی حرکات ہی دکھارہے ہوتے ہیں۔ اس لیے بفرضِ محال اگر کوئی ٹی وی سکرین پر چلائے جانے والے جھوٹ وفریب سے بچ بھی جاتا ہے تو موبائل فون

کے ذریعے سوشل میڈیا کی زد میں آجاتا ہے۔

درج بالا ذرائع ابلاغ کے ذریعے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی مثالیں ویسے تو بے شمار ہین لیکن اہم ترین مثال دو عشرے قبل مشہور زمانہ تخریبی کاروائی رہی جو صیہونی سازشی ذہن نے مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ امریکی شہر نیویارک میں رونما کرائی (9/11) اور الیکٹرانک میڈیا میں عمارتوں کی تباہی کے مناظر براہ راست دکھا کر دنیا بھر کے انسانوں کی مسلمانوں کے خلاف نفرت بڑھائی۔ افغانستان میں روسی یلغار کے خلاف استعمال کی جانے والی القاعدہ نامی جہادی تنظیم کو اس کاروائی کا ذمہ دار ٹھہرایا اور افغان حکومت سے اس کے سربراہ اسامہ بن لادن کی حوالگی کا مطالبہ دہرایا جس پر انکار کا بہانہ بنا کر نیٹو افواج کے ہمراہ امریکی طاغوت نے اپنی افواج سے انتہائی کمزور افغان قوم پر جدید ہتھیاروں سے حملہ کرایا اور پھر بیس سال تک لاکھوں بے گناہ افغان مسلمانوں کا خون بہایا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال رہا کہ چند ہزار افغانی مسلمانوں کے قلوب میں ایمانی جذبہ پیدا فرمایا اور انہوں نے کفار سے مرعوب ہونے اور ان کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے محرم الحرام 1443ھ (اگست 2021ء) عصرِ حاضر کی سب سے بڑی فرعونی طاقت کو اس کے حواریوں کے ہمراہ افغان سرزمین سے مار بھگایا۔ جھوٹ اور فریب کی ایسی ہی مثال عراق کے خلاف رہی جہاں انتہائی خطرناک ہتھیاروں کی موجودگی کا پراپیگنڈہ میڈیا پر چلا کر نیٹو افواج کے ذریعے عراقی فوج کی تباہی کے ساتھ صدام حسین کی حکومت کا خاتمہ کرایا' لاکھوں بے گناہ عراقی مسلمانوں کا خون بہایا اور پھر عراق کے تیل کے ذخائر پر قبضہ جمایا۔ ایسی ہی مثالیں ملک شام اور لیبیا کی بھی ہیں جہاں مقامی حکمرانوں نے امریکی طاغوت کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کے مطابق حکومتیں چلانے اور عوام کو خوشحال بنانے کو مطمح نظر بنایا تو اسلام دشمنوں نے میڈیا پروپیگنڈہ کے ذریعے عوامی جذبات کو جمہوریت کے نام پر حکمرانوں کے خلاف بھکایا اور بھڑکایا اور پھر خانہ جنگی کروا کر لاکھوں مسلمانوں کے جان و مال کا نقصان کرایا۔ اس کے بعد چند بے ضمیر اور زرخرید مسلمان نامی کرداروں کو اقتدار پر بٹھا کر ان ملکوں کے قدرتی وسائل کو بھی لوٹ کا مال بنایا۔ آج ویسی ہی چالیں اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی طاقت پاکستان کے خلاف چلی جارہی ہیں تاکہ یہاں بھی خانہ جنگی جیسے حالات پیدا کر کے ملک کے طاقتور دفاعی اداروں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جائے۔ خوب جانتے ہیں کہ جمہوریت بہترین انتقام جیسے نعرے لگانے والے تو پہلے ہی پاکستانی قوم کو

غربت و جہالت میں دھکیل چکے اب اس ملک کی تباہی کا ایک ہی طریقہ کار باقی ہے کہ عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعے پاکستانی معیشت کو خستہ حال کیا جائے اور جمہوریت کے نام پر کئی دہائیوں سے ملکی وسائل لوٹنے والوں کے ذریعے پاکستانی عوام کو ملکی دفاعی اداروں کے خلاف بغاوت پر اکسایا جائے۔ انہی لٹیروں کی منافقانہ کارستانیاں ہیں جو ملک میں روز بروز کوئی نیا تماشا لگایا جاتا ہے اور ذرائع ابلاغ پر ان کا خوب چرچا کرایا جاتا ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں کے حالات سامنے ہیں کہ کبھی کسی سیاستدان کی فحش ویڈیو اسلامی اقدار اور مقامی ثقافت کا منہ چڑاتی ہے‘ کبھی عدلیہ کے کسی ممبر کی اخلاق باختہ حرکات دکھا کر سیاسی صورت حال دھما کا خیز بنادی جاتی ہے اور کبھی عدلیہ کے کسی ذمہ دار کے بارے کانٹ چھانٹ کی گئی آڈیو دنیا بھر میں پاکستانی گندی سیاست کی دھوم مچاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستانی عوام کو بیرونی واندرونی دشمنوں کی چالیں سمجھنے اور ان سے بچنے کا شعور عطا فرمائے۔ بیرونی دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن تو وہی رہا جو افغانستان میں اپنی شکست کی ذمہ داریاں افغان مجاہدین سے زیادہ پاکستانی دفاعی اداروں پر ڈال رہا ہے اور بدلہ چکانے کیلئے پاکستان کے خلاف بھی ہر وہ حربہ آزمانے کی کوشش میں ہے جو اس نے مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا۔ جیسے عراق کی تباہی کیلئے مقامی مسلمانوں میں شیعہ اور سنی کی تفریق کو نفرتوں کی حد تک بڑھایا‘ اردگرد اسلامی ملکوں کو عراقی حکمران کی طاقت سے ڈرایا اور پھر تباہ کن ہتھیاروں کی موجودگی کا بہانہ بنا کر نیٹو افواج کے ذریعے سے اسے براہِ راست نشانہ بنایا اور پھر یہی ہتھکنڈہ لیبیا اور شام کے خلاف استعمال کیا جبکہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والا ملک پاکستان تو ہمیشہ ہی سے شیطانی قوتوں کا سب سے اہم ترین ہدف رہا ہے۔ گزشتہ پچاس برس کی تاریخ گواہ ہے کہ صیہونی طاقتوں نے پہلے روسی استعمار کے ذریعے افغانستان کے راستے پاکستان کے حصے بخرے کرنے کا راستہ اپنایا اور اس میں ناکام ہوئے تو امریکی طاغوت کے ہاتھ میں جھنڈا اتھمایا۔ انہیں بھی افغانی مسلمانوں نے مار بھگایا تو دجالی فتنہ گر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے مالیاتی اداروں کے ذریعے افغانستان اور پاکستان کا معاشی ناطقہ بند کرنے کی راہ پر چل نکلے تاکہ روس کی طرح ان دونوں کا بھی شیرازہ بکھیرا جائے۔ افغانی مسلمان تو پھر بھی سخت جان ٹھہرے جو طویل عرصہ سے کفار کی یلغار کے سامنے ہر قسم کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں ان پاکستانیوں کا کیا حال ہوگا جو چند عشرے قبل چینی مہنگی ہونے پر اس ملکی سربراہ کو گالیاں بکنا شروع ہو گئے جس نے

پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کر کے ایشیائی ممالک میں رول ماڈل بنایا تھا۔ گالیاں سننا اس کی غیرت نے گوارا نہیں کیا اور اقتدار چھوڑ دیا تو پاکستانی قوم پر اللہ تعالیٰ نے ایک کے بعد دوسرا ڈاکو مسلط کیا۔ انہیں ڈاکوؤں نے مقامی وسائل کی لوٹ مار تو معمولی بات یہودی کنٹرولڈ عالمی مالیاتی اداروں سے سود پر قرضے لئے گئے قرضوں کو بھی قوم پر خرچ کرنے کی بجائے بیرون ملک ذاتی کھاتوں میں منتقل کر لیا۔ سمجھا جائے تو لوٹ مار کا مذکور حال یقیناً اس کافرانی سیاسی نظام کی وجہ سے ہوا جسے پارلیمانی جمہوریت کا نام دیا گیا۔ کافرانہ جمہوری نظام کے استعمال سے مذکور ڈاکو لٹیرے گزشتہ پچاس برسوں سے نسل در نسل اقتدار تک پہنچتے رہے ہیں اور پاکستانی معاشرے کے فکری حالات اس نہج پر پہنچا چکے ہیں جہاں جھوٹ کو جوشِ خطابت' لوٹ مار کو جمہوریت' رشوت کو کمیشن' مداریوں کو دانشور اور رہزنوں کو راہنما کہا جاتا ہے۔ اور یہی وہ خصلتیں ہیں جن کے حاملین کو دینِ اسلام میں منافقین ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین بڑی نشانیاں ہیں۔ یعنی جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے اور جب امانت لے تو اس میں خیانت کرے'' (بخاری و مسلم) ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''جس میں چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ ایک یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرا اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تیسرا یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ چوتھا یہ کہ جب جھگڑا کرے تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے (یعنی گالیاں دے): (المسلم)۔ لہٰذا ہر پاکستانی مسلمان کیلئے لازم ہے کہ ان احادیث مقدسہ کی روشنی میں اپنے پسندیدہ یا غیر پسندیدہ سیاستدانوں کے اقوال و افعال میں غور کرے اور جاننے کی کوشش کرے کہ ان میں کون خالص منافق اور کون صاحبِ ایمان ہے؟ گزشتہ چند عشروں کے حالات و واقعات سے ایک بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستانی سیاست میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا' امانتوں میں خیانت اور وعدہ خلافی کرنے والا یا تو پارٹی کا سربراہ ہوتا ہے یا پھر اس کا کوئی خاص مشیر یا وزیر ہوتا ہے۔ انہی منافقین کا سب کیا دھرا ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا وہاں آج اسلام کی بجائے منافقت کا سکہ رائج ہے۔ پورے معاشرے میں شاید ہی کوئی سچ بولنے والا ملے' امانت میں خیانت حق سمجھ کر کی جاتی ہے' وعدہ خلافی ایک عام سا معمول اور بدزبانی یعنی گالی گلوچ مقامی ثقافت کا

حصہ سمجھی جاتی ہے۔

غور فرمائیے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے انتہائی مشکل حالات میں بھی کبھی جھوٹ نہ بولا اور جب حکمرانی کا موقع ملا تو نہ خود امانت میں خیانت کی اور نہ ہی ایسا کرنے والوں کو کبھی برداشت کیا۔ بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ وعدہ خلافی ان کفار سے بھی کبھی نہ کی جن کے خلاف مسلمانوں کی آزادی کی مہم چلا رہے تھے۔ دین اسلام سے آپ کی محبت کا حال دیکھئے کہ قیامِ پاکستان کے بعد کسی صحافی نے آئین کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ہمارا آئین تو چودہ سو سال پہلے لکھا جا چکا اب اس میں کسی قسم کی ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں۔ مختلف خطابات میں واضح فرمایا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں پوشیدہ پورے اسلامی معاشرے کی اصلاح اور خوشحالی کا راز ہے۔ پاکستان کو خلافتِ راشدہ کی طرز پر اسلامی ریاست بنانے کیلئے قوم کو مذہبی، گروہی اور صوبائی تعصّبات سے بالاتر رہنے کی بارہا تلقین کی۔ پاکستانی قوم کی بدقسمتی کہ قیام پاکستان کے فوری بعد یہ سچا اور کھرا مسلمان دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا تو آپؒ کے بعد اسلامی نظام (نظامِ خلافت راشدہ) کا نفاذ تو کیا کوئی بھی سیاسی نظام جڑ نہ پکڑ سکا۔ لیاقت علی کے بعد جو کوئی بھی حکومتی سربراہ بنا من پسند سیاسی نظام نافذ کرنے کی کوشش میں لگا رہا۔ کبھی صدارتی نظام اور کبھی پارلیمانی نظام یا پھر کسی فرجی جرنیل کی مرضی کا نظام مسلط ہوا۔ اگر نہیں ہوا تو اسلامی نظام کا نفاذ نہیں ہوا۔ افسوس کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں اسلامی نظام کا اگر کسی نے نام بھی لیا تو محض دھوکہ دہی کیلئے لیا۔ ہاں البتہ جنرل ضیاء الحق مرحوم ضرور اس کوشش مین رہا کہ قوم کا قبلہ درست کیا جائے اور بعض سیاسی شعبدہ بازوں نے بھی سیاسی مفادات کی خاطر کسی حد تک اس کا ساتھ دیا لیکن وہ جیسے ہی منظر سے ہٹا تو ان شعبدہ بازوں نے منافقت کا راستہ ہی اختیار کیا۔ اسی لیے پوری قوم اس وقت منافقت میں مبتلا ہے۔ لہٰذا قوم کیلئے خاص انتباہ ہے کہ منافقانہ سوچ سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ کوئی ایسا صاحبِ ایمان اس قوم کا سربراہ بنائے جو قائداعظمؒ کی طرح قوم کو اسلامی نظام یا دوسرے معنوں میں خلافتِ راشدہ کے سے چنظام کا راستہ دکھائے۔ آمین!

ہماری دیگر تصانیف

نام کتاب	مصنف	قیمت
کتاب خلافت (پہلا ایڈیشن)	چودھری رحمت علی	50روپے
کتاب خلافت (دوسرا ایڈیشن)	چودھری رحمت علی	250روپے
جواز خلافت (اسلام انسانیت کا دین ہے)	چودھری رحمت علی	50روپے
خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل (کتابی شکل)	چودھری رحمت علی	50روپے
اسلام پر کیا گزری؟	چودھری رحمت علی	15روپے
شہادت علی الناس۔ ہمارا فرضِ منصبی	چودھری رحمت علی	20روپے
خلافت راشدہ	پروفیسر عبدالجبار شاکر	15روپے
عصرِ حاضر کے مسلمان اور اسلام	چودھری رحمت علی	20روپے
قرار دِ مقاصد میں وائرس	مہندس محمد اکرم خان سوری	125روپے
انسانیت کا دین؟ جمہوریت یا خلافت	ڈاکٹر نجم الدین	50روپے
الہ العالمین اور انسان	ڈاکٹر نجم الدین	250روپے

نوٹ:۔ پورا سیٹ -/800 روپے میں مہیا کر دیا جائے گا۔ ڈاک خرچہ بذمہ ادارہ

"سبق پھر پڑھ" کی جلدیں

جلد پنجم — جنوری 2005 تا دسمبر 2006

جلد ششم — جنوری 2007 تا دسمبر 2008

جلد ہفتم — جنوری 2009 تا دسمبر 2010

جلد ہشتم — جنوری 2011 تا دسمبر 2012

جلد نہم — جنوری 2013 تا دسمبر 2014

جلد دہم — جنوری 2015 تا دسمبر 2016

قیمت فی جلد -/250 روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ملنے کا پتہ: دارالسلام واپڈا ٹاؤن، لاہور۔ فون 8425428 - 0300

ریاستِ مدینہ

حکومتِ وقت کی آج ریاستِ مدینہ کی طرز کی ریاست مسلمانانِ پاکستان بلکہ مسلمانانِ عالم کیلئے ایسی خوش کن صدائے سکون ہے کہ جس کی ٹھنڈک فرشتے بھی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی خواہش کو وہ روح بھی محسوس کرتے ہونگے جو اللہ کے ہاں چلے گئے اس لیے کہ پاکستان کا وجود ہی اس غرض کیلئے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ دعویٰ یہ کیا گیا تھا کہ ایک ایسی اسلامی ریاست کو معرضِ وجود میں لایا جائے گا جو قرآن وسنت کے کام کو بطور نمونہ کا پتہ دے گی۔

شاید یہ حقیقت ہمارے ذہن میں نہیں سماتی کہ ایسی ریاست صرف ایک ہی صورت میں وجود پذیر ہوسکتی ہے کہ انسان ساختہ آئین جو ہمارے ہاں اس وقت ہے کی بجائے قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنایا جائے۔ دورِ نبوت میں بھی مدینہ میں ایسی ریاست کبھی معرضِ وجود میں نہ آتی اگر 73ء کی طرح کا انسان ساختہ آئین بروئے کار لایا جاتا۔ دراصل مدینہ طرز کی ریاست کا نام لینے سے پہلے یہ اعلان ہونا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں مملکتِ عزیز میں قرآن وسنت بلکہ قرآن ہی آئینِ مملکت ہوگا کیونکہ قرآن میں خود سنت شامل ہے۔ اور تو اور محمد علی جناحؒ سے جب آئینِ پاکستان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں آئین چودہ سو سال پہلے کا یعنی قرآنِ مجید ہے۔ سخت غلطی پر ہے وہ جو ہمارے ہاں موجودہ یعنی اللہ ساختہ آئین کی بجائے انسان ساختہ آئین سے مدینہ کی سی ریاست قائم کرنے کی امید رکھے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر تا قیامت ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ سو بات کی ایک بات ہے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر مدینہ کی سی ریاست کو معرضِ وجود میں لانے کی خواہش ایسے ہی ہے جیسے کہ وضو کیے بغیر نماز کا ادا کرنا۔

الداعی الی الخیر:
تحریکِ عظمتِ اسلام دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور
فون: 0300-8425428, 0321-4114584